الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

”دین کی ضروری باتیں“ (part 04a)[1]

184 ”بکری والے کی باتیں“

حضرت نافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھما کے ساتھ مدینے پاک کی ایک جگہ گیا، ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، گرمی بہت زیادہ تھی، سمجھو سورج آگ بر سارہا تھا (the sun was blazing hot)۔ ہم نے ایک سائے کی جگہ (place of shadow) میں کھانے کا دستر خوان لگایا اور سب مل کر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارے قریب سے ایک بکریوں والا گزرا، حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھما نے اس سے فرمایا: آؤ! ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس نے جواب دیا: میرا روزہ ہے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اس سے فرمایا: تم اس سخت گرمی میں سارا دن جنگل میں بکریاں لے کر چلتے رہتے ہو، اتنا مشکل کام کرتے ہو اور پھر بھی نفلی روزہ رکھا ہوا ہے؟ تو کیا ایسی حالت (condition) میں نفلی روزہ رکھنا ضروری ہے؟ یہ سن کر وہ کہنے لگا: کیا (جنّت میں جانے کا) وقت آگیا جس کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا، ترجمہ (Translation): گزرے ہوئے دنوں میں جو تم نے آگے بھیجا اس کے بدلے میں خوشگواری (یعنی دل کی پسند) کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔ (پ۲۹، الحاقۃ: ۲۴) (ترجمہ کنز العرفان)

حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو اس کی باتیں اچھی لگیں تو کچھ یوں فرمایا: کیا تم ہمیں ایک بکری

---

(1) پہلے part 01,02,03 پڑھ لیں۔ والدین کو چاہیے کہ خود بھی پڑھیں اور اگر صلاحیت ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنی عالم / سُنی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں کہ دینی عقائد سکھانے میں غلطیاں ہونے کا بہت امکان ہے)۔

(goat) بیچو (sell out کرو) گے؟ ہم اسے ذبح کریں (یعنی اس کے گلے پر چھری پھیریں) گے اور تمہیں بکری کے پیسے بھی دیں گے۔ اس نے کہا: حضور! یہ بکریاں میری نہیں ہیں بلکہ یہ میرے مالک (master) کی ہیں، میں تو غلام ہوں، میں انہیں کیسے بیچ سکتا ہوں؟ (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو شخص ملاوہ غلام کہلاتا ہے، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس کا امتحان لینے کے لیے کچھ اس طرح فرمایا: یہ بھی تو ممکن (possible) تھا کہ تم اپنے مالک سے جھوٹ بول دیتے کہ بکری کو بھیڑیا (wolf) کھا گیا۔ یہ بات سن کر وہ یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ: میرا مالک مجھے نہیں دیکھ رہا لیکن میرا ربّ اللہ پاک تو مجھے دیکھ رہا ہے، میرا ربّ تو میرے ہر ہر کام کو جانتا ہے۔

حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ اس نیک آدمی سے بہت خوش ہوئے اور اس کے مالک (master) کے پاس پہنچے اور اس نیک غلام (slave) کو خرید کر آزاد کر دیا (یعنی اب وہ غلام نہ رہا) اور ساری بکریاں بھی اس کے مالک سے خرید کر اس غلام کو تحفے (gifts) میں دے دیں۔ (عیون الحکایات، ۱/۱۵۷ بتغیر)

اس واقعے سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اپنی دنیا کی زندگی میں آخرت کے لیے نیکیاں جمع کریں تا کہ اللہ پاک ہم سے راضی اور خوش ہو جائے اور جس نیکی میں جتنی مشکل ہو اس کا ثواب بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے، **دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ** ہم کوئی بھی کام کریں جسے کوئی نہ بھی دیکھ رہا ہو مگر ہمیں پیدا کرنے والا ہمارا پیارا اللہ ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے، وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اور ہم سب کے ہر ہر کام کو جانتا ہے۔ ہمیں ایک دن مرنا پڑے گا اور اللہ پاک کو حساب دینا ہو گا، ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ پاک کی ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

---

185 ”نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا“

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب اسلام کی دعوت دیتے تو عرب شریف کے غیر مسلم ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اللہ پاک کے بارے میں طرح طرح (different kinds) کے سوالات کرتے، ان غیر مسلموں کے جواب میں اللہ پاک نے سورت اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) اتاری اور ان تمام باتوں

کاجواب دے دیا۔(سورۃ الاخلاص، خزائن العرفان ملخصاً)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

(ترجمہTranslation:)تم فرماؤ:وہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے(یعنی اسے کسی کی ضرورت نہیں)۔نہ اس نے کسی کو جنم دیا(یعنی اس کی کوئی اولاد نہیں)اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔اور کوئی اس کے برابر نہیں۔(پ۳۰، سورۃالاخلاص)(ترجمہ کنزالعرفان)

اس روایت اور قرآنی سورت سے ہمیں یہ سیکھنے کوملا کہ اللہ پاک کی شان بہت بہت بڑی ہے،ہم اپنی عقل سے اللہ پاک کو پہچان نہیں سکتے۔ وہ سمت(direction)سے، جگہ(place)سے،شکل و صورت (shape)سے اور اس طرح کی ہر چیز سے پاک ہے اوربڑی شان والا ہے۔ اللہ پاک کی طرح کوئی بھی نہیں۔ہم اس کے بندے ہیں،اس پر ایمان(believe)رکھتے ہیں،وہ رحم کرنے والا،کرم فرمانے والا،عطاء کرنے والا (یعنی دینے والا)،معاف کرنے والامہربان ہے۔

----

186 ”اللہ پاک کاکوئی شریک نہیں“

{} اللہ پاک ہمیشہ سے ہے،یعنی جب کچھ بھی نہیں تھاتب بھی اللہ پاک تھااوراللہ پاک ہمیشہ رہے گا،یعنی جب سب کو موت آجائے گی تب بھی اللہ پاک ہوگا۔ اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو ہمیشہ سے ہمیشہ سمجھنا”شِرک“ ہے{}اسی طرح اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو دنیایاکائنات(universe)کوپیدا کرنے والامانا بھی”شِرک“ہے{}اسی طرح اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک کرنا(partnerماننا)مثلاً یہ کہنا کہ اللہ پاک نے فلاں کے ساتھ مل کر دنیاپیدا فرمائی ہے،یہ بھی”شِرک“ ہے{} اسی طرح اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے قابل سمجھنا(یعنی اس کی بھی عبادت ہوسکتی ہے،یہ) بھی”شِرک“ ہے{} اسی طرح کسی کواللہ پاک کی طرح قدرت یاطاقت یاعلم رکھنے والا سمجھنایااللہ پاک جیسا سمجھنا بھی”شِرک“ ہے۔

سوال: اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی تو فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ کیوں کیا تھا؟

جواب: یہ سجدہ تعظیم (respect) کے لیے تھا اور اس کا حکم خود اللہ پاک نے فرمایا تھا۔ پہلی اُمتوں کو اس کی اجازت تھی مگر ہمیں اس کی اجازت نہیں، اب جو سجدۂ تعظیمی کرے گا (یعنی اللہ پاک کے علاوہ کسی کی عزّت کرنے کے لیے اس کے سامنے جھکے گا اور اپنا سر زمین پر رکھے گا تو) سخت گناہ گار ہو گا۔ **یاد رہے!** شرک ہر اُمت کے لیے شرک ہی ہے، پہلی اُمتوں کے لیے بھی اور آج بھی اللہ پاک کے علاوہ کسی کو سجدۂ عبادت کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۱۶ ماخوذاً)

شرک کی مثالیں:

{} بُتوں کو خدا، یا چھوٹا خدا، یا خدا کا مدد گار (helpful) سمجھنا {} رُوح کو ہمیشہ سے ہمیشہ زندہ رہنے والی سمجھنا {} اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو خدا سمجھ کر سجدہ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح {} کسی کے لیے یہ سمجھنا کہ جیسا علم اللہ کو ہے، ایسا ہی فلاں (یعنی کسی اور) کو بھی ہے یا {} جیسے اللہ پاک مدد فرماتا ہے، ویسے ہی فلاں مدد کر سکتا ہے، یہ بھی شرک ہے۔ **یاد رہے!** اگر کوئی اللہ پاک کے علاوہ کسی سے مدد مانگے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ پاک نے انہیں طاقت دی ہے، یہ مدد کر سکتے ہیں تو یہ شرک نہیں۔ **لیکن یہ بھی یاد رہے کہ** کوئی بھی اللہ پاک جیسی مدد نہیں کر سکتا کہ اللہ پاک کے علاوہ جو مدد کرے گا، وہ اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت سے ہی کر سکتا ہے مگر اللہ پاک وہ ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیا اور اسے کسی کی ضرورت بھی نہیں، وہ خود مدد کرنے والا ہے۔

---

187 "بادشاہ کی قبر"

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک جگہ پہنچے، وہاں ایک قبر تھی، جسے دیکھ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رونے لگے۔ مَیں نے پوچھا: حضور! یہ کس کی

قبر ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حمید بن جابر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قبر ہے جو کہ ان تمام شہروں کے حاکم (ruler) تھے، پہلے یہ غلط کام کرتے تھے، پھر اللہ پاک نے انہیں ہدایت عطا فرمائی (تو یہ نیک آدمی بن گئے)۔

مجھے کسی نے بتایا کہ ایک رات یہ گناہوں بھرے کام کر رہے تھے، جب کافی رات گزر گئی تو اپنی اہلیہ (wife) کے پاس جا کر سو گئے۔ اسی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے ان کے سامنے کھڑا ہے، انہوں نے اس سے وہ کتاب لی اور اسے کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: باقی رہنے والی چیزوں پر ختم ہونے والی چیزوں کو اہمیت (preference) نہ دے۔ اپنی بادشاہی (kingship)، اپنی طاقت، اپنے خادم اور اپنی خواہشات (desires) سے ہر گز دھوکا نہ کھا (یعنی یہ مت سمجھ کہ یہ سب کچھ ہمیشہ رہے گا)، اور اپنے آپ کو دنیا میں طاقتور نہ سمجھ، اصل قدرت و طاقت تو اللہ پاک کے لیے ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اصل بادشاہی تو وہ ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہو، حقیقی خوشی تو وہ ہے جو کھیل کود کے بغیر حاصل ہو۔ لہٰذا اپنے ربّ کے حکم پر جلدی سے عمل کر۔ بے شک اللہ پاک فرماتا ہے (ترجمہ۔ Translation:) اور دوڑو اپنے ربّ کی بخشش (یعنی معافی) اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان (width) میں سب آسمان و زمین آجائیں پرہیز گاروں (یعنی نیک لوگوں) کے لئے تیار رکھی ہے۔ (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۳) (ترجمہ کنز الایمان)

حضرت ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر اُس بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بہت ڈرا ہوا تھا، خود سے کہنے لگا: یہ (خواب) اللہ پاک کی طرف سے میرے لئے ہے۔ یہ کہہ کر فوراً اپنی بادشاہت (kingship) چھوڑ دی اور اپنے ملک (kingdom) سے نکل کر ایسی جگہ آگئے جہاں کوئی انہیں پہچان نہ سکے، اور انہوں نے ایک پہاڑ پر اللہ پاک کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

حضرت ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: جب مجھے ان کے بارے میں پتا چلا تو میں ان کے پاس آیا، پھر ان کے انتقال تک میں ملاقات کے لئے ان کے پاس آتا رہا، اب ان کا انتقال ہو گیا اور اسی جگہ انہیں

دفن(buried)کر دیا گیا، یہ انہی کی قبر ہے۔(عیون الحکایات ح۱، ص۹۷ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ دنیا کی سب دولت اور طاقت کی کوئی اہمیّت(importance)نہیں، صرف اللہ پاک ہی باقی رہنے والا ہے اور وہی سب زمین آسمان کا حقیقی باشاہ(real king)ہے، دنیا کے بادشاہوں نے مر جانا ہے ہزاروں(thousands)آئے سب مر گئے اور جو ہیں یا آئیں گے،وہ سب بھی مر جائیں گئے۔ لیکن ہمارا ربّ وہ ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔ وہ اللہ پاک ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بادشاہی اور حکومت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے حق اور سچ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ہمیں اللہ پاک کے حکم کو مانتے ہوئے، عبادت میں زندگی گزارنی چاہیے۔

---

188 "جانور کے ذریعے مدد"

حضرت ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:ایک مرتبہ حج سے واپس آتے ہوئے میں ایک کنوئیں(well)میں گر گیا، سوچا کہ کسی کو مدد کے لیے بُلاؤں مگر پھر خود سے کہا کہ اللہ کی قسم کسی کو نہیں بلاؤں گا، اتنے میں دو آدمی کنوئیں پر آئے ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ اس کنوئیں کو اوپر سے بند کر دیں تا کہ کوئی اس میں گر نہ جائے، تو وہ چٹائی وغیرہ لائے اور کنوئیں کا منہ بند کر دیا، خیال آیا کہ چیخ کر بولوں میں کنوئیں میں ہوں مجھے نکالو مگر پھر سوچا کیا میں اللہ پاک کو چھوڑ کر ان دونوں سے مدد لوں حالانکہ(although)اللہ کریم اپنے علم، طاقت اور قدرت(power)کے مطابق میری گلے کی رگ(jugular vein)سے بھی زیادہ قریب ہے چنانچہ(so)میں چپ رہا۔ وہ دونوں کنوئیں کو بند کر کے چلے گئے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ کنواں کھلا اور کسی نے اپنا پاؤں نیچے لٹکا کر کہا: میرا پاؤں پکڑ لو، میں نے پاؤں پکڑا، اس نے کھینچ کر مجھے باہر نکالا، دیکھا تو سامنے ایک خطرناک جانور(dangerous animals)تھا، اس نے مجھے وہیں چھوڑا اور چلا گیا۔ اتنے میں کہیں سے آواز آئی: اے ابو حمزہ! کیا یہ خوب بات نہیں کہ میں نے تجھے اسی درندے(beast)کے ذریعے بچا لیا جو تیرا دشمن ہے۔(عجیب وغریب واقعات، ص:۲۹۱بحوالہ نوادر قلیوبی)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ اللہ پاک پر بندے کو مکمل یقین(believe)رکھنا چاہیے، زندگی، موت کا مالک وہی ہے ، اس کے کاموں کی حکمتیں (wisdom) ہم سمجھ نہیں سکتے، درندہ (beast)انسان کا دشمن ہے، انسان کو جان سے مار(kills کر) دیتا ہے مگر اللہ پاک کی شان دیکھئے کہ اُس نے اِس خطرناک جانور ہی کو مدد کے لیے بھیج دیا۔ یہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اللہ پاک پر مکمل یقین(believe)رکھنے والے تھے لیکن اگر کوئی مصیبت میں کسی انسان سے مدد لے لے تو بھی ٹھیک ہے کہ مدد کسی سے مانگی جائے یا کوئی خود مدد کر دے تو اصل میں یہ ساری مدد اللہ پاک کی طرف سے ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ نہ چاہے تو ساری مخلوق(creatures)مل کر ایک پتہ(leaf) بھی نہیں ہلا سکتی۔ اللہ پاک سب کچھ کر سکتا ہے۔

---

189 ”اللہ پاک کے علاوہ کسی کے لیے اختیار(یعنی طاقت)ماننا“

سوال: کیا اللہ پاک کے نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم)کے لیے علم اور اِختیار (یعنی طاقت)وغیرہ ماننا شرک ہے؟

جواب: اللہ پاک کے نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں(رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کے لیے علم، اِختیار(یعنی طاقت) وغیرہ ماننا شرک نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ نہ ہی خدا ہیں اور نہ ہی عبادت کے لائق ہیں(یعنی ان کی عبادت نہیں کی جاسکتی، عبادت صرف اور صرف اللہ پاک ہی کی ہوتی ہے)، اِن کے پاس جتنی بھی خوبیاں(یعنی اچھائیاں)ہیں وہ اِن کی اپنی نہیں ہیں بلکہ اللہ پاک کی طرف سے دی گئی ہیں۔ جبکہ شرک وہاں ہوتا ہے جہاں کسی کا علم، اختیار(یعنی طاقت) اور کمال(یعنی اچھائی) اُس کا ذاتی (یعنی اپنا) مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ اللہ پاک کی طرف سے نہیں ہے، خود ان کا اپنا ہے(تو شرک ہو گا، مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم)کا علم اور طاقت، اللہ پاک کی طرف سے ہے)۔ یہ بھی ذِہن میں رہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں کو

علم، قدرت، اختیارات (یعنی طاقت) اور عقل کو حیران (surprise) کر دینے والے معجزے[2] (مثلاً دریا میں راستہ نکال دینا) اور کرامتیں[3] (مثلاً بہت دور سے ایک secound میں تخت (throne) لے آنا) عطا فرماتا ہے، اور اس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے معجزے سے لوگوں کو اُن کا "نبی" ہونا پتا چلتا ہے اور لوگ "ایمان (believe)" لے آتے ہیں جبکہ (شریعت پر عمل کرنے والے "عالم" جو کہ "ولی" بھی ہوسکتے ہیں تو اللہ پاک کے) "ولی" سے ہونے والی "کرامت" کے ذریعے لوگ "ولی" کے قریب آئیں گے تو اسلام کی تعلیمات (teachings) پر عمل کرنے لگ جائیں گے، لیکن یہ چیزیں ملنے کے بعد کوئی بھی خدا یا عبادت کے لائق نہیں بن جاتا۔ مسلمان اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو خدا یا عبادت کے لائق یا اللہ پاک کے دیئے بغیر علم، قدرت، طاقت اور کمال رکھنے والا نہیں سمجھتے، اسی طرح نبیوں (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کے لیے علم، اِختیار (طاقت) وغیرہ ماننا شِرک ہو ہی نہیں سکتا۔ (ماخوذ از الحق المبین، ص ۴۱ تا ۴۳)

نوٹ: اللہ پاک اگر چاہے گا تو کیسا ہی گنہگار شخص ہو اُسے بخش دے (یعنی معاف فرمائے) گا، لیکن کسی کافر اور مشرک (یعنی شرک کرنے والے) کی کبھی مغفرت نہیں فرمائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کافروں کو جہنّم میں رہنا ہوگا، کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے (ترجمہ Translation:) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔ (پ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸) (ترجمہ کنز الایمان) تو جو کفر پر مرا وہ کبھی بھی جنّت میں نہ جائے گا، ہمیشہ جہنّم میں رہے گا۔ اللہ پاک سچّا مالِک ہے، اُس کی باتوں میں تبدیلی (change) نہیں آتی اور وہ ظلم سے پاک ہے۔ وہ کَرَم کرنے والا ربّ ہے اور جو اُس پاک ربّ کا شریک (partner) مانے، وہ اللہ پاک کی شان میں کمی کرنے والا ہے، اُس کی یہی سزا (punishment) ہونی چاہئے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہے۔

سوال: اگر کوئی نبیوں (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کے لئے علم اور اِختیار (یعنی طاقت) وغیرہ ماننے

---

(2) معجزے کی تفصیل topic number:207 میں دیکھیں۔

(3) کرامت کی تفصیل topic number:93 میں دیکھیں۔

کو شرک کہے تو ہم کیا کریں؟

جواب: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم، مقدمۃ، ص۹، حدیث:۷)

(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۱۸ ماخوذاً)

---

190 ”قرآنِ مجید کی پہلی آیات“

ایک دن پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکّہ پاک کے ایک غار (cave) جس کا نام ”حراء“ تھا کے اندر عبادت فرما رہے تھے کہ اچانک (suddenly) غار میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ایک فرشتہ حاضر ہوا۔ (یہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام تھے جو ہمیشہ اللہ پاک کا پیغام، رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام تک لے کر حاضر ہوتے تھے) کہنے لگے: پڑھیے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتے نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پکڑا اور آپ سے گرم جوشی کے ساتھ گلے ملے (یعنی زور سے سینے (chest) سے سینہ ملایا) پھر چھوڑ کر کہا کہ: پڑھیے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پھر فرمایا کہ: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتے نے دوسری مرتبہ (second time) ایسا ہی کیا اور چھوڑ کر کہا کہ ”پڑھیے“ آپ نے پھر وہی فرمایا کہ: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ (third time) پھر فرشتہ نے آپ کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا (ترجمہ (Translation): اپنے ربّ کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے (یعنی ٹکڑے (blood clot) سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا ربّ ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ (پ۳۰، العلق: ۱-۵) (ترجمہ کنز العرفان)

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر تشریف لائے۔ اس واقعے (incident) سے آپ کی ایک کیفیت (condition) بن گئی تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گھر والوں سے فرمایا: کہ مجھے چادر پہنا دو۔ جب کچھ سکون ہوا تو آپ نے حضرت

بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا سے غار میں ہونے والا واقعہ بیان کیا اور کچھ بات کہی۔ وہ بات سن کر حضرت بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے کہا کہ نہیں، ہر گز نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ پاک کبھی بھی آپ کو رسوا (disgraced) نہیں کریگا۔ آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ بھی اٹھاتے (یعنی دوسروں کے کام بھی کرتے) ہیں۔ خود کما کما کر غریبوں اور ضرورت مندوں کو دیتے ہیں۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتے (یعنی انہیں کھانے پینے کو دیتے) ہیں اور حق و انصاف کی وجہ سے سب کی مصیبتوں اور مشکلوں میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے چچازاد بھائی (cousin) "وَرَقَہ بن نَوفَل" کے پاس لے گئیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غارِ حراء کا پورا واقعہ بتایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ پاک نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے: کاش! میں اُس وقت جوان ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو (آپ کے شہر سے) نکال دے گی۔

(پ۲۹، المدثر: ۱۔۵ و صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ۳، الحدیث: ۳، ۴، ج ۱، ص ۷)

اس سچے واقعے سے یہ پتا چلا کہ سب سے پہلے قرآنِ پاک کی آیتیں غارِ حرا میں اتاری گئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک کو ماننے والے اعلانِ نبوت (یعنی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنے "نبی" ہونے کا اعلان (announcement) کرنے) سے پہلے بھی اس بات کی خواہش (desire) رکھتے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب اپنے "نبی" ہونے کا اعلان فرمائیں تو ہم بھی اس وقت زندہ ہوں اور آپ پر ایمان لائیں۔

---

191 "قرآن پاک کا کوئی مثل نہیں"

ایک دن وَلید بن مُغیرَہ نے قبیلہ (tribe) قریش کے لوگوں سے کہا کہ حج کے دن آنے والے ہیں جب عرب کے مختلف قبیلوں (different tribes) کے لوگ آئیں گے تو وہ اپنے آپ کو "نبی" کہنے

والے شخص (یعنی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بارے میں پوچھیں گے تم سب لوگ ان کے بارے میں ایک ہی بات کہنا کہیں ایسا نہ ہو تم ان کے بارے میں الگ الگ باتیں کہو اور لوگ سمجھ جائیں کہ ہم جھوٹ بول کر لوگوں کو ان سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر قریش کے لوگوں نے مختلف (different) باتیں کیں کہ ہم لوگوں کو کہیں گے کہ وہ (یعنی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَعَاذَ اللّٰہ (یعنی اللہ پاک کی پناہ)) کاہن (یعنی جنّوں وغیرہ سے خبریں معلوم کرنے والا) ہے، بعض نے کہا ہم کہیں گے کہ وہ دیوانہ ہے (مَعَاذَ اللّٰہ یعنی اللہ پاک کی پناہ)، بعض نے شاعر (poet) اور بعض نے کہا کہ ہم لوگوں کو کہیں گے کہ وہ جادوگر (magician,) ہے۔ ولید سب کی باتیں سنتا رہا اور آخر میں ولید نے کہا:

"اللہ کی قسم! ان کی باتوں میں بہت مٹھاس ہے۔ جو تم نے کہا ہے، ان میں سے جو بات ہم کہیں گے تو لوگ ضرور پہچان لی جائے گی کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو کہنا کہ وہ ایسا کلام (کتاب وغیرہ) لایا ہے جو جادو (magic) ہے۔ اس کلام سے وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، میاں بیوی میں، رشتہ داروں میں دوری ڈال دیتا ہے"۔

ایک دن نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں اکیلے (alone) بیٹھے ہوئے تھے۔ قریش نے اپنے سردار (chief) عُتْبَہ کو آپ کے پاس بھیجا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت سی باتیں کیں تو جواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سورۂ حٰم السجدہ کی شروع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ عتبہ نے قریش سے جا کر کہا:

"اللہ کی قسم! میں نے ابھی (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جو) کلام سنا ہے، اس جیسا کلام کبھی نہیں سنا اللہ کی قسم! وہ شعر (poem) نہیں، نہ جادو ہے، نہ کہانت (یعنی جنّوں کی بتائی ہوئی باتیں)۔ اے قریش کے لوگو! میری بات مانو: یہ شخص جو کرتا ہے اسے کرنے دو۔ اور اس سے الگ ہو جاؤ"۔ قریش یہ سن کر کہنے لگے کہ اس نے تو اپنی زبان سے تجھ پر بھی جادو کر دیا۔ عتبہ نے جواب دیا کہ: میرا یہی مشورہ ہے، باقی تمہاری مرضی۔

(سیرتِ مُصطفیٰ ص ۱۳۸۷، مُلخصاً)

اس حکایت(سچے واقعے) سے معلوم ہوا کہ عربی زبان پر مہارت رکھنے والے(expert)لوگ قرآن پاک سن کر سمجھ جاتے تھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ اللہ پاک کا کلام ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مکّے کے غیر مسلم، دوسروں کو اسلام سے دور رکھنے کے لیے انہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دور رکھتے تھے۔ کیونکہ جو لوگ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قرآن پاک سُن لیتے تو وہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ کلام کسی بندے کا نہیں بلکہ اللہ پاک کا کلام ہے اور وہ مسلمان ہو جاتے تھے۔

---

192 "قرآنِ مجید"

{} قرآن شریف پر یوں ایمان رکھنا فرض ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ اللہ پاک کی طرف سے ہے اور سب کا سب حَق (اور سچ) ہے۔(ملخص از صراط الجنان، ۱/۶۸) {} یہ اللہ پاک کی آخری آسمانی کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل فرمائی۔(پ۱۶،طٰہٰ:۲ماخوذاً) {} مکمل قرآنِ کریم ایک ساتھ، شبِ قدر(4) میں لوحِ محفوظ سے آسمان کی طرف اتارا گیا۔(خازن، ۱/۱۲۱، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۵)(لوحِ محفوظ، عرش کی سیدھی طرف، سفید موتی سے بنا ہوا ہے۔ اس میں تمام مخلوق(creatures) کے سب معمولات مثلاً موت، رزق، اعمال اور فیصلوں کا بیان ہے۔(تفسیر قرطبی ج۱۰ص۲۱۰ مع حِلیۃُ الاولیاء ج۴ص۳۳۸رقم۵۷۶۷ماخوذاً)) پھر آسمان سے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام تقریباً تئیس(23) سال کے عرصے(period) میں قرآنِ پاک کی کچھ کچھ آیتیں لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آتے رہے {} قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب(sequence) وہی ہے جو لوحِ محفوظ پر ہے۔(تفسیر نعیمی، ۱/۲۱ملخصاً) {} قرآن پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں وہ صرف نبیوں کو زبانی یاد ہوتی تھیں، لیکن یہ قرآن کریم کا معجزہ(یعنی عقل کو حیران کر دینے والی بات) ہے کہ مسلمانوں کا بچّہ بچّہ قرآنِ کریم زبانی یاد کر لیتا ہے {} قرآنِ کریم میں ہر چیز کا بیان ہے مگر اس کا

---

(4) شبِ قدر کی معلومات جاننے کے لیے دین کے مسائل **part 02** میں topic number:94 دیکھیں۔

علم، اللہ پاک نے جسے جتنا چاہا، اُسے اُتنا عطا فرمایا{} قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ (responsibility) خود اللہ پاک نے لے رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں کسی حرف یا نقطے کی کمی کرنا یا زیادہ کرنا **ممکن** (possible) ہی نہیں{} قرآن کریم جیسا کوئی کلام، اس کی سورت جیسی کوئی ایک سورت، یا اس کی آیت جیسی کوئی ایک آیت بھی بنالینا ممکن نہیں، اِس سے صاف صاف پتا چلتا ہے کہ یہ سارے کا سارا کلام، اللہ پاک کا کلام ہے{} قراٰنِ کریم جیسا کلام بلکہ اس جیسی ایک آیت بھی تمام **جنّات اور انسان** مل کر بھی نہیں بنا سکتے اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی (change) کرسکتے ہیں، جو کوئی قران میں سے کمی یا زیادہ ہونے کا عقیدہ (belief) رکھے تو کافر ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ۱/ ۲۸ تا ۵۸، حصہ ۱۔ ہمارا اسلام، ص ۴۸ تا ۵۴){} قرآنِ پاک کو ناقص (یعنی نامکمل) کہنا یا قرآنِ پاک کو ناقص سمجھنا کفر ہے اور یہ قرآنِ پاک کا انکار (denial) بھی ہے (بہار شریعت، ۱/ ۲۱۲ ماخوذاً)

----

193 "رونے والا ستون (pillar)"

(مدینے پاک کی) مسجد نبوی میں پہلے منبر (muslim pulpit یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعہ کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں، وہ) نہیں تھا، کھجور کے درخت (palm trees) کا ایک ستون (pillar) تھا، اُس پر ٹیک لگا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خطبہ دیا کرتے (یعنی بیان کرتے تھے۔ جب ایک صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے ایک منبر (muslim pulpit) بنا کر مسجد میں رکھ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا، اس پر ستون (pillar) سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی، ستون اتنی زور زور سے رونے لگا کہ ایسا لگتا تھا وہ پھٹ جائے گا اور اس رونے کی آواز کو مسجد کے نمازیوں نے اپنے کانوں سے سنا۔ ستون کے رونے کی یہ آواز سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر سے نیچے آگئے اور ستون پر محبّت سے اپنا پیارا ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیا تو اُس ستون نے اِس طرح آہستہ آہستہ رونا کم کیا جس طرح رونے والے بچوں کو چپ کرایا جاتا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا

کہ یہ ستون اس وجہ سے رو رہا تھا کہ یہ پہلے اللہ پاک کا ذکر سنتا تھا اور اب (نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری آواز میں اللہ پاک کا ذکر) نہ سنا تو رونے لگا۔ (بخاری، ج۲، ص۴۹۶، حدیث: ۳۵۸۴، سیرت مصطفیٰ، ص۷۷۸ مُلخصاً) پھر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس سے فرمایا! اگر تم چاہو تو تمھیں پھر اُسی باغ میں لگا دیا جائے جہاں تم تھے اور تم پہلے کی طرح پھل دو اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں جنّت کا ایک درخت بنا دوں تا کہ جنّت میں اللہ پاک کے نیک بندے تمہارا پھل کھاتے رہیں۔ یہ سن کر ستون نے اتنی زور سے جواب دیا کہ سب لوگوں نے بھی سن لیا، کہا یا رسول اللہ! (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میں چاہتا ہوں کہ میں جنّت کا ایک درخت بنا دیا جاؤں تا کہ اللہ پاک کے نیک بندے میرا پھل کھاتے رہیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے تیری بات مان لی (یعنی تمھیں جنّت کا درخت بنا دیا)۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ! دیکھو اِس ستون نے ختم ہونے والی دنیا کو چھوڑ کر باقی رہنے والی زندگی (یعنی جنّت) کو لے لیا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱، ص۳۰۴، ۳۰۵، سیرت مصطفیٰ، ص۷۷۹ تا ۷۸۰ مُلخصاً)

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ بے جان چیزیں (non-living objects) بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت کرتی ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دور ہونا پسند نہیں کرتیں۔ آج بھی عاشقانِ رسول مدینے پاک سے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وجہ سے محبت کرتے اور چاہتے ہیں کہ بار بار مدینہ پاک حاضر ہوں اور مدینے پاک سے واپسی پر رو رہے ہوتے ہیں۔

194(a) ”ایک رات میں کیا کیا ہوا؟“

اللہ پاک کی طرف سے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملنے والے انعامات (rewards) میں سے ایک خاص انعام (special reward) معراج ہے۔ ایک رات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس گھر میں سو رہے تھے وہاں کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام چند فرشتوں کے ساتھ آئے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو

مسجد حرام (یعنی جس مسجد میں کعبہ شریف ہے) میں لے گئے، وہاں آپ کے سینہ مبارک (chest) کو شق کیا (یعنی کاٹا split) گیا اور آپ کے مبارک دل کو نکال کر آبِ زمزم شریف سے دھویا گیا پھر ایمان اور حکمت سے بھر کر دل سینے میں واپس رکھ کر آپ کے سینے (chest) کو پہلے کی طرح کر دیا گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم براق (یعنی گھوڑے جیسے تیز رفتار (fastest speed) والے جانور) پر سوار ہو کر بیتُ المقدس تشریف لائے (یعنی دوسرے ملک میں بنی ہوئی "مسجدِ اقصیٰ" آئے، شروع میں مسلمان اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ مکّہ پاک سے اس مسجد جانے کے لیے تقریباً پندرہ (15) دن کا سفر ہوتا تھا مگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھوڑی دیر میں پہنچ گئے)۔ آپ کی سواری ایسی تیز رفتار (fastest speed) تھی کہ جہاں براق کی آخری نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ بیتُ المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس جگہ باندھ دیا جس جگہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی اپنی سواریوں (یعنی جانور وغیرہ) کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کو جو وہاں موجود تھے دو (2) رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۱۱۲ ملخصا)

پھر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ساتھ لے کر آسمان کی طرف چلے۔ پہلے (1^{st}) آسمان میں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے، دوسرے (2^{nd}) آسمان میں حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ باتیں بھی ہوئی۔ تیسرے (3^{rd}) آسمان میں حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام، چوتھے (4^{th}) آسمان میں حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام اور پانچویں (5^{th}) آسمان میں حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام اور چھٹے (6^{th}) آسمان میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ملے اور ساتویں (7^{th}) آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات میں ہر نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو "خوش آمدید! (یعنی welcome) اے نیک نبی" کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جنّت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃُ المُنتہیٰ پر پہنچے (یہ آسمانی دنیا کا آخری کونا (end) ہے)۔ یہاں پہنچ کر

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام یہ کہہ کر رُک گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں جاسکتا۔ پھر عرش پر پہنچنے کے لیے آپ نے اکیلے (alone) سفر کیا۔ معراج کی رات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار کیا (یعنی اللہ پاک کو دیکھا) اور بغیر کسی واسطہ کے (یعنی فرشتے وغیرہ کے بغیر) اللہ پاک کا کلام سنا۔

(بہار شریعت ج۱، ص۶۷ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسا بڑا مقام اور مرتبہ (rank) ہے جیسا کسی مخلوق (creatures) کا نہیں، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ پاک نے وہ انعامات (rewards) دیے ہیں کہ جو کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام تک کو نہیں دیے، جیسا کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو رات کے کچھ حصّے میں بیتُ المقدس ساتوں آسمان، عرشِ الٰہی، جنّت کی سیر کرائی اور بہت سی نشانیاں (signs) آپ کو دکھائیں۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنا دیدار (sight) خود بلا کر کرایا جس کے لیے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ پاک کی بارگاہ میں گزارش (یعنی عرض) کرتے رہے لیکن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ پاک کا دیدار نہیں ہوا۔ زندگی میں اللہ پاک کا جاگتے ہوئے دیدار صرف ہمارے آخری نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہوا اور قیامت تک کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ہاں! جنّت میں جانے کے بعد سب جنّتیوں کو ہو گا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام میں ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سب سے بڑا مرتبہ (rank) ہے کہ معراج کی رات بیتُ المقدس میں آپ نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی امامت فرمائی۔

194(b) ”اس رات میں اور کیا ہوا؟“

اس رات اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بے شمار انعامات (rewards) دیے، جن میں تین (3) خاص انعامات وہ دیئے گئے جن کی عظمتوں (اور اہمیّت (importance)) کو اللہ پاک اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ کوئی اور (صحیح طرح) نہیں جانتا: (۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (۲) یہ خوشخبری (good news) کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت کا ہر وہ شخص جس نے شرک[5] نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا (یعنی بالآخر جنّت میں چلا جائے گا)۔ (۳) اُمّت پر پچاس (50) وقت کی نماز۔ (اللہ والوں کی باتیں ج۵، ص۳۴۴ ملخصاً)

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کی طرف سے دیئے گئے تحفے (gifts) لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ سے عرض کیا: کہ آپ کی اُمّت پچاس (50) نمازیں نہیں پڑھ سکے گی لہٰذا آپ واپس جائیں اور اللہ پاک سے کم کروائیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے مشورہ سے چند بار آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کی بارگاہ میں آتے جاتے اور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ (5) وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ پاک نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرمایا: کہ میرا قول (یعنی اللہ پاک کا فرمان) بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی اُمّت کے لیے یہ پانچ (5) نمازیں بھی پچاس (50) ہوں گی (یعنی نمازیں تو پانچ (5) پڑھیں گے مگر میں پچاس (50) نمازوں کا ثواب دونگا)۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کی نشانیاں، دیکھ کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیتُ المقدس سے براق پر بیٹھ کر مکّہ شریف واپس آگئے۔ مکّے شریف پہنچ کر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کا واقعہ قریش کے لوگوں کو سنایا تو وہ بہت حیران ہوئے (کہ رات کے کچھ حصّے میں بیتُ المقدس، آسمانوں اور عرشِ الٰہی کی سیر کس طرح ہو سکتی ہے اس میں تو کئی سال لگ جائیں گے) اور بعض لوگوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض لوگوں نے امتحان کے طور پر بیتُ المقدس اور راستے کے بارے میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت سے

---

(5) شرک کی تفصیل جاننے کے لیے topic number: 186,189 دیکھیں۔

سوالات کیے اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے تمام سوالات کے جوابات صحیح صحیح بتا دیے (یہاں تک کے اعتراض (یعنی اُلٹے سیدھے سوالات) کرنے والے خاموش ہو گئے)۔

(سیرت مصطفیٰ، ص ۷۳۴، ۷۳۵ ملخصاً مع بخاری و مسلم، شفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ و تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی اُمّت سے بہت محبت فرماتے ہیں کہ آپ اُمّتیوں کی آسانی کے لیے بار بار اللہ پاک کے پاس حاضر ہوتے رہے اور پچاس (50) نمازوں کی پانچ (5) نمازیں کروادیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملنے والے اس تحفے (gift) کی قدر کریں (value it) اور روزانہ پانچوں نمازیں ادا کریں۔

----

195 "پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری شان"

حاضر و ناظر:

{} اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاضر و ناظر بنایا ہے {} حاضر و ناظر ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت سے کسی مخلوق (creature) کا ایک ہی جگہ رہ کر تمام کائنات (یعنی زمین و آسمان وغیرہ) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (palm of the hand) کی طرح دیکھنا، قریب اور دُور کی آوازیں سُننا، ایک لمحے (secound) میں تمام کائنات (universe) کا چکر (revolving) لگا لینا اور اگر کوئی بہت دور بھی ہو تب بھی اس کا مسئلہ حل کر دینا چاہے یہ جانا رُوحانی طور پر ہو یا مبارک جسم کے ساتھ (جاء الحق، ص ۱۱۶ ماخوذاً) سمجھنے کے لیے ایک مثال یہ ہے کہ سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی کے ساتھ زمین میں ہر جگہ موجود ہے۔ میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ اپنے ظاہری جسم کے ساتھ مدینے شریف میں موجود ہیں لیکن اللہ پاک کی عطا سے ساری کائنات (universe) کو دیکھ رہے ہیں اور ہم پر کرم فرما رہے ہیں {} حاضر و ناظر کا یہ مطلب نہیں کہ حُضُورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظاہری جسم کے ساتھ ہر ہر جگہ موجود

ہیں بلکہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ جگہوں پر بھی تشریف لے جاسکتے ہیں۔(من عقائد اہل السنۃ، ص۳۱۸ماخوذاً) {} اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت سے روح نکالنے والے فرشتے ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام ایک ہی وقت دنیا میں مختلف جگہوں پر رہنے والوں کی روح، اُن کے جسموں سے نکال سکتے ہیں، قبر میں سوالات کرنے والے فرشتے منکر نکیر عَلَیْہِمَا السَّلَام ایک ہی وقت میں کئی لوگوں سے سوالاتِ قبر کرسکتے ہیں تو اللہ پاک کی عطا سے، اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر وناظر کیوں نہیں ہوسکتے؟

---

196 ”اونٹ رونے لگا“

ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک آدمی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ (camel) کھڑا ہوا زور زور سے آواز نکالنے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوگئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قریب جاکر اس کے سر پر اپنا محبّت بھرا ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل خاموش ہوگیا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لوگوں سے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک آدمی کا نام بتایا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فوراً اُسے بلوایا اور فرمایا کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو۔ تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔(شرح الزرقانی علی المواھب، ج۶، ص۵۴۳ ملخصاً) یعنی اُس آدمی کو سمجھادیا کہ اِسے کھانے کو پورا دے اور کام کم لے۔

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں معلوم ہوا کہ جانور بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جانتے ہیں، بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہماری سنتے ہیں اور ہمارے مسئلے حل کردیتے ہیں۔

واللہ! وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اِتنا بھی تو ہو کوئی جو ”آہ!“ کرے دل سے

---

197 ”نُور کا کِھلونا(Toy)“

حضرت عبّاس رَضِیَ اللہُ عَنْہ (جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا اور جنّتی صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے **رسولِ اکرم** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی: ”**یارَسُولَ اللہ** (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! مجھے تو آپ کے نبی ہونے کی نشانیوں (signs) نے اسلام کی طرف بُلایا، میں نے دیکھا کہ (بچپن (childhood) میں) آپ جُھولے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ (hint) فرماتے تو جس طرف آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اشارہ فرماتے چاند اس طرف جُھک جاتا۔ حُضُورِ پُر نُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور جب چاند اللہ پاک کے عرش (6) کے نیچے سجدہ کرتا، اس وقت میں اُس کی تَسْبِیح کرنے (یعنی اللہ کریم کی پاکی بیان کرنے) کی آواز سنا کرتا تھا۔ (الخصائص الکبرٰی ج ۱، ص ۹۱ ملخصاً)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں (مہد یعنی جھولا)
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ پاک نے کیسی طاقت عطا فرمائی تھی کہ آپ بچپن میں اِشارے سے چاند کو جس طرف چاہتے لے جاتے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے نبی ہونے کا اعلان فرمایا اور آپ کی عمر تقریباً اڑتالیس (48) سال ہو گئی تو مکّے کے کافروں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھانے کا کہا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دِکھا دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۱۸۱ ملخصاً) (نُور کا کھلونا ص ۶ تا ۷ ملخصاً)

---

(6) عرش کی تفصیل topic number:225 میں پڑھیں۔

---

198 "قرآن وحدیث اور حاضر وناظر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"

قرآنِ پاک اور حاضر وناظر:

{}یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵) (پ۲۲، الاحزاب، آیت ۴۵)

ترجمہ (Translation): اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں (شاہد) گواہ (بنا کر بھیجا) اور خوشخبری (good news) دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ (ترجمہ کنزالعرفان) علماء فرماتے ہیں: شاہد کا ایک معنی ہے حاضر وناظر (صراط الجنان ج۸، ص۵۲)

{}ترجمہ (Translation): اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمّت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (شاہد) ہوں۔ (پ۲، البقرۃ، آیت ۱۴۳) (ترجمہ کنزالعرفان) علماء فرماتے ہیں: رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کے کرم سے نور نبوت سے ہر شخص کے حال (condition)، اس کے ایمان (faith) اور اُس کے اچھے بُرے اعمال اور دل میں موجود اخلاص (یعنی اللہ پاک کو خوش کرنے کی نیّتوں) وغیرہ، سب چیزوں کو جانتے ہیں۔ (روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ج۱، ص۲۴۸ ماخوذاً) (خزائن العرفان)

احادیثِ مبارکہ اور حاضر وناظر:

{}رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام اطراف، sides) کو دیکھ لیا۔ (مسلم، ص۱۱۸۲، حدیث: ۷۲۵۸) {}حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا کو حاضر کیا، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قِیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی (palm) کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ (مجمع الزوائد، ج۸، ص۵۱۰، حدیث: ۱۴۰۶۷)

---

199 ”سورج واپس آگیا“

ایک مرتبہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہیں دور سے آرہے تھے، راستے میں عصر کا وقت ہو گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عصر کی نماز پڑھی، اس کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے گھٹنے (knee) پر اپنا پیارا سر رکھ کر لیٹ گئے اور نیند آگئی۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، مگر ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر میں اپنا پاؤں ہٹاتا ہوں تو کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری نیند خراب (disturb) نہ ہو جائے، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے سر کو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا (اور نماز کا وقت ختم ہو گیا) جب پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری آنکھ کھلی تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنی نماز نہ پڑھنے کی بات بتائی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو سورج واپس آگیا اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے نماز عصر ادا کی پھر سورج ڈوب (sun set ہو) گیا۔

(معجم کبیر، ۲۴/ ۱۴۵، حدیث: ۳۸۲، الشفا، ۱/ ۲۸۴)

اس حدیث شریف سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بھی معلوم ہوئی کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسی طاقت دی ہے کہ چاہیں تو سورج کو واپس بُلالیں۔

---

200 ”پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہرنی کی مدد فرمائی“

حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم میدان میں تھے کہ کسی نے پکارا: ”یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)!“ آپ نے اس طرف توجّہ (attention) کی لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی (female deer) جال میں بندھی ہوئی تھی (tied to a net) اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب ہو گئے اور پوچھا: تجھے کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی: اس پہاڑ پر میرے دو (2) بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں انہیں دودھ پلا

کر آپ کے پاس واپس آجاؤں۔ آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم ایسا ہی کرو گی؟ اس نے عرض کی: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ پاک مجھے وہی عذاب(punishment) دے جو ظلماً ٹیکس لینے والوں کو دے گا۔ تو آپ نے اسے کھول دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس بھی آ گئی۔ آپ نے اسے دوبارہ باندھ دیا، شکاری یہ سب دیکھ رہا تھا اور وہ یہ سب دیکھ کر بہت متاثر(impressed) ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! آپ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو تو شکاری نے ہرنی کو کھول دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۳، ج ۲۳، ص ۳۳۱، ملخصاً)

اس حکایت اور سچے واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ جانور بھی نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت (obedience) کرتے اور آپ کا حکم مانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور اپنے کاموں کے لیے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مدد بھی مانگتے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی مشکلات دور بھی فرماتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم (teaching) جانوروں پر ظلم کرنا نہیں بلکہ جانوروں پر رحم کرنا ہے۔

---

201 ”ہم غریبوں کے مددگار آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“

{} اللہ پاک کے علاوہ حقیقی طور پر، ذاتی طور پر (یعنی خود اپنی طاقت سے) کوئی مخلوق (creature)، کسی کی مدد نہیں کر سکتی۔ مخلوق کتنی ہی عزّت والی (honorable) ہو، بزرگ ہو لیکن اللہ پاک کی محتاج ہے (یعنی اُسے اللہ پاک کی مدد کی ضرورت ہے) {} اللہ پاک نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ اس سے یوں دعا کریں: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ(۴) (پ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۴) ترجمہ (Translation): ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں

اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں(ترجمہ کنز العرفان) یعنی اے اللہ ! حقیقی مدد کرنے والا بھی تو ہی ہے اور تیری اجازت اور مرضی کے بغیر کوئی بھی شخص کسی اور کی، کسی طرح کی مدد نہیں کر سکتا۔ مدد ظاہری ہو (مثلاً کسی کو کھانے کے لیے کچھ دینا) یا مدد باطنی ہو (مثلاً کسی کے وسوسے دور کر دینا)، یا مدد جسمانی ہو (مثلاً جسم پر لگی ہوئی چوٹ صحیح کر دینا) یا مدد روحانی ہو (مثلاً کسی کو جنّات وغیرہ سے بچالینا)، یعنی چھوٹی بڑی کسی طرح کی مدد اللہ پاک کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔(صراط الجنان ۱/۴۶ ملخصاً) جو بھی کسی طرح کی مدد کرتا ہے وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے کرتا ہے {} ہر انسان دوسرے سے مدد لیتا ہی ہے۔ پیدا ہونے سے موت تک دوسروں سے مدد کی ضرورت ہر ایک شخص کو ہوتی ہے، ہر مسجد اور مدرسہ چندے کی صورت میں ملنے والی مدد سے ہی چلتا ہے مگر یہ سب حقیقی مدد نہیں {} حقیقی مدد کا مطلب یہ ہے کہ جس سے مدد مانگی جائے اسے ذاتی طور پر یعنی ازخود قادر (قدرت والا، طاقت والا، مدد کرنے والا) سمجھا جائے اور وہ (کہ جو ذاتی طور پر، ازخود، بغیر کسی کی مدد کیے خود مدد کر سکتا ہو،)صرف اور صرف اللہ پاک ہے کہ اُسے کسی کی ضرورت نہیں {} اگر کوئی شخص کسی بھی مخلوق (creature) کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے (یعنی وہ اِس بات پر یقین (believe) رکھتا ہو) کہ وہ آدمی اللہ پاک کی مدد کے بغیر خود اپنی طرف سے مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو یقیناً یہ عقیدہ (belief) یا یہ یقین رکھنا "شرک" ہے {} مسلمان اللہ پاک کے نیک بندوں کے بارے میں یہ عقیدہ (یا یقین) رکھتے ہیں کہ انبیاءِ کرام (عَلَیۡهِمُ السَّلَام) اور اولیاءِ کرام (رَحۡمَةُ اللهِ عَلَیۡهِمۡ)، اللہ پاک تک پہنچنے کے لئے واسطہ، وسیلہ ہیں (یعنی ان کی وجہ سے اللہ پاک ہم پر رحمت فرمائے گا، دنیا میں ہمارے مسائل حل فرمائے گا اور آخرت میں جنّت میں داخل فرمائے گا) (فتاوی رضویہ، ۲۱ / ۳۰۵-۳۰۴، ماخوذاً) {} مدد ظاہری ہو، کرنے والا زندہ ہو مگر حقیقی طور پر مدد فرمانے والا صرف اللہ پاک ہے۔ ڈاکٹر بھی اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیت (ability) سے مدد کرتا ہے۔ ہم دواء کھاتے ہیں لیکن اللہ پاک ہی شفاء دیتا ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام روحانی طور پر دنیا سے پردہ فرمانے کے

بعد بھی اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت سے مدد فرماتے ہیں، یہ مدد "عطائی " ہے، "ذاتی اور حقیقی "نہیں {} انتقال کے بعد زندگی کے بارے میں اللہ پاک فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور (یعنی سمجھ) نہیں (ترجمہ کنز العرفان) (پ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۴) {} اللہ پاک نے وسیلہ (واسطہ) ڈھونڈنے کا حکم فرمایا، ترجمہ (Translation): اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (ترجمہ کنز العرفان) (پ ٦، مائدہ: ۳۵) {} اللہ کریم کی شان بہت بڑی ہے اور وہ گناہ گاروں پر بہت کرم فرمانے والا ہے، قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول (accept) کرنے والا مہربان پائیں (ترجمہ کنز الایمان) (پ ۵، النساء: ٦۴) اعلیحضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: کیا اللہ پاک خود معاف نہیں فرما سکتا تھا، بے شک وہ معاف کر سکتا ہے پھر یہ کیوں فرمایا کہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہو اور اللہ پاک کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک سے ہماری سفارش کریں تو ہمیں معافی ملے گی۔ یہی بات سمجھنے والی ہے کہ اللہ پاک ہی نے ہمیں انبیاءِ کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور اولیاءِ کرام (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کے پاس جانے کا فرمایا۔ فتاوی رضویہ، ۲۱ / ۳۰۵-۳۰۴، ماخوذاً) {} ایک نابینا صحابی (کہ جن کی آنکھیں نہیں تھیں) کو وسیلے کے الفاظ خود حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتائے، انہیں حکم فرمایا کہ وُضو کریں اور اچھّا وُضو کریں اور دو (2) رَکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا کریں: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ ط **یَامُحَمَّدُ** اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ ط اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ط اے اللہ میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں اور وسیلہ (یعنی صَدَقَہ) پیش کرتا ہوں تیرے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جو نبیِّ رَحمت ہیں اور تیری طرف توجّہ (attention) کرتا ہوں۔ یا مُحمَّدَّ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میں آپ کے ذَرِیعے سے اپنے ربّ کی طرف اپنی ضرورت

پیش کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔یا اللہ! ان کی شَفاعت میرے حق میں قبول(accept) فرما۔حضرت عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: خدا پاک کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی نابینا(blind) ہی نہیں تھے! (ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۱۵۶ حدیث ۱۳۸۵، تِرمذی ج ۵ ص ۳۳۶ حدیث ۳۵۸۹، اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱) **نوٹ:** پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دعا میں ”یا محمد“(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے الفاظ بتائیں ہیں مگر بزرگانِ دین رَحمۃُاللّٰہِ عَلَیْہِم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ادب سکھایا ہے کہ ہم یا رَسُوْلَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہیں گے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷، ۱۵۶ ماخوذاً)

----

202 ”سانپ کا زہر ختم ہو گیا“

جب مکّے شریف سے مدینے پاک جانے کا حکم ہوا تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ دونوں، ایک ساتھ جانے لگے۔راستے میں جب ایک غار(cave) کے قریب پہنچے تو پہلے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اندر گئے اور صفائی کی، غار کے تمام سوراخوں(holes) کو بند کیا، ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ کر اس کو بند کیا، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بلایا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آئے اور حضرتِ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے گھٹنے(knee) سے اوپر سر رکھ کر سو گئے۔کچھ دیر بعد ایک سانپ، اُس سوراخ(hole) پر آیا جہاں صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاؤں کا انگوٹھا تھا اور اُس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو کاٹ لیا، آپ کو بہت تکلیف ہوئی مگر ذہن میں یہ بات آئی کہ کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری نیند خراب(disturb) نہ ہو جائے، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے سر کو نہ ہٹایا۔ جب بہت تکلیف ہوئی تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے، جب وہ آنسو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے پیارے چہرے پر گرے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جاگ گئے پھر ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے ساری بات بتادی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے پاؤں پر اپنا لُعاب(یعنی تھوک شریف) لگا دیا جس کی برکت سے انہیں فوراً آرام

آگیا۔(مدارج النبوت،ج۲،ص۵۸،تفسیر خازن،ج۲،ص۲۴۰،بہار شریعت،ج۱،ص۷۵،حصہ۱)

اس حدیثِ پاک سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبت فرماتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے خوب محبت کریں اور آپ کی سنّتوں پر چلیں۔

----

203 ”لکڑی تلوار بن گئی“

حضرت عَبۡدُاللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کی تلوار(sword) ایک جنگ میں ٹوٹ گئی تھی تو ان کو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ایک کھجور کی شاخ(branch) دے کر فرمایا کہ ”تم اس سے لڑو“ وہ لکڑی حضرت عبدُاللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک بہترین تلوار(sword) بن گئی۔(مدارج النبوت،قسم سوم،باب چھارم،ج۲،ص۱۲۳ملخصاً)

اس حدیثِ مُبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو چاہیں، جیسا چاہیں کر سکتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیۡہ اپنے قصیدے(یعنی اپنی لکھی ہوئی نعت) میں پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں:”اے تمام مخلوق(creatures) میں سب سے بڑے بزرگ، اللہ پاک نے اپنی نعمت کے خزانے(treasures) میں سے جو آپ کو دیا ہے، اس میں سے آپ مجھے بھی دیجئے اور اللہ پاک نے آپ کو خوش کیا ہے، آپ مجھے بھی خوش فرمادیجئے۔ میں آپ کی سخاوت (یعنی غریبوں کو دینے) اور عطا کی اُمید(hope) رکھتا ہوں(یعنی آپ مجھے دین و دنیا کی نعمتیں دیں) آپ کے سوا ابو حنیفہ(نعمان) کا مخلوق(creatures) میں کوئی نہیں۔(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۸۹،مطبوعہ کراچی)

اور امام شرف الدین رَحمۃُ اللہِ عَلَیۡہ اپنے قصیدے(یعنی اپنی لکھی ہوئی نعت) میں پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں:”اے تمام مخلوق سے بہتر میرا (ساری دنیا یعنی مخلوق میں)

آپ کے علاوہ کوئی نہیں کہ مصیبت کے وقت، جن کی پناہ(shelter)لوں"(شرح الخرپوتی علی البردۃ ص۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

----

204 "قرآن وحدیث اور مدد"

قرآنِ پاک اور مدد:

{}ترجمہ(Translation):تو بیشک اللہ خود ان کا مدد گار(یعنی مدد کرنے والا)ہے اور جبریل(عَلَیْہِ السَّلَام)اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد گار(یعنی مدد کرنے والے)ہیں(ترجمہ کنزالعرفان)(پ۲۸، التحریم:۴){} ترجمہ(Translation):اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا(یعنی تم دینِ اسلام پر رہوگے(خازن ماخوذاً))(ترجمہ کنز العرفان)(پ۲۶، سورۃ محمد، آیت :۷) {} ترجمہ(Translation):اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو(ترجمہ کنز العرفان)(پ۱، البقرۃ، آیت:۴۵){}ترجمہ(Translation):تو بیشک اللہ تمہیں کافی(enough)ہے۔وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعے تمہاری تائید(یعنی مدد)فرمائی(ترجمہ کنزالعرفان)(پ۱۰، الانفال:۶۲)

احادیثِ مبارکہ اور نیک لوگوں سے مدد:

{}میرے رَحم دل اُمّتیوں سے حاجتیں(یعنی ضرورتیں)مانگو رزق پاؤ گے۔(الجامع الصغیر للسیوطی ص۲۷ حدیث ۱۱۰۶) {}بھلائی اور اپنی حاجتیں اچّھے چِہرے والوں سے مانگو۔(المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۱ص۶۷ حدیث ۱۱۱۱۰) {}حدیثِ قدسی ہے(یعنی نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اللہ پاک کا فرمان سناتے ہیں)کہ:فَضْل(بھلائی)میرے رَحم دل بندوں سے مانگو، ان کے دامن میں آرام سے رہوگے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔(مسندُ الشّھاب ج۱ ص۴۰۶ حدیث ۷۰۰){} حضرت ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جنّت مانگی(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحثّ علیہ، ص۲۵۲، الحدیث:۴۸۹، ۲۲۶ ماخوذاً)

مدد کے تعلق سے مزید:

{}”جب مدد لینا چاہے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔“(الحصن الحصین للجزری ص ۲۰۲ مطبوعہ مصر) علامہ علی قاری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ: بندوں سے مراد یا تو فرشتے یا مسلمان یا جن یا ابدال (اولیاء کرام کی خاص قسم کا نام) ہیں (کہ جن سے مدد مانگنے کا فرمایا گیا ہے)۔(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص ۲۰۲ مطبوعہ عرب شریف)

{} مصیبت دور کرنے کے لئے مخلوق (creatures) سے مدد لینا جائز ہے۔(تفسیر کبیر وروح البیان وخازن پ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۴۲)